نعیم احمد بلوچ

رمضان المبارک اور ہماری محرومیاں

یہ عام مشاہدہ ہے کہ رمضان المبارک میں مساجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ جمعہ کے اجتماعات میں ہر بستی کی مسجد زبانِ حال سے یہ دہائی دے رہی ہوتی ہے کہ اہل ایمان بہت زیادہ ہیں اور ان کے مقابلے میں اس کا دامن بہت تنگ۔ غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ٹریفک کے بے پناہ رش، کھانے پینے کی دکانوں میں گاہکوں کا ہجوم اور عین افطاری کے وقت کاروبارِ زندگی کا کم و بیش رک جانا بظاہر اس بات کی علامت ہے کہ روزہ داروں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس سے محروم رہنے والے بدنصیب بہت کم۔ بیسویں رمضان کے بعد ہر مسجد میں نوجوان، بوڑھے، اور ادھیڑ عمر، غرض ہر عمر کے لوگوں کی خاصی تعداد معتکف نظر آئے گی۔ رمضان المبارک میں عمرے کی سعادت حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی چونکا دینے والی ہے۔ یہ حقائق ایک طرف تو اطمینان کا باعث ہیں لیکن دوسری طرف یہ بہت ہی خوفناک سوالات اور انتہائی تلخ حقائق کی طرف اشارہ کرتے نظر آتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب معاشرے کے ہر طبقے میں نمازیوں، روزہ داروں، معتکفین، سخاوت اور عمرہ کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے تو اس کا اثر اجتماعی رویوں میں کیوں نظر نہیں آتا؟ اگر نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی، روزہ خدا خوفی پیدا کرتا، محروموں اور غریبوں کے لیے دل میں جگہ بناتا، اعتکاف و عمرہ اللہ سے محبت، دین سے لگاؤ اور مذہب سے متعلق حمیت و حمایت پیدا کرتے ہیں تو، کم از کم رمضان المبارک ہی میں سہی، جرائم میں کمی کیوں نہیں ہوتی؟ حکمرانوں میں عوام کے لیے ''حقیقی'' دوستی اور معاشرے میں استحکام کے جذبات کو مہمیز کیوں نہیں ملتی؟ ناجائز منافع خوری کے نتیجے میں مہنگائی کا عفریت جگہ جگہ ڈیرے ڈالے کیوں نظر آتا ہے؟ سرکاری دفاتر میں احساس ذمہ داری، ایمانداری اور تن دہی کے بجائے وہی روایتی انداز کی غیر ذمہ داری، رشوت ستانی، کاہلی اور غفلت کی بیماریوں میں کوئی افاقہ کیوں نظر نہیں آتا؟

کہیں اس کی وجہ یہ تو نہیں ہے کہ وہ مہینہ جس میں انسان اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگتا، اپنا محاسبہ کرتا، خدا خوفی کا مزاج پیدا کرتا ہے، اس میں ہمارا رویہ، عوام ہوں یا خواص، مجموعی لحاظ سے بالکل الٹ ہو جاتا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہے۔حکمرانوں ہی کو لے لیجیے۔وہ عوام کے ساتھ کی گئی زیادتیوں اور اپنے حلف سے کی گئی غداریوں پر نادم ہونے کے بجائے اس پر پوری منافقت اور ڈھٹائی سے پردے ڈالتے نظر آتے ہیں۔بڑی بڑی اشتہاری مہموں کے ذریعے سے عوام کو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ ہم تمھاری خوشحالی کی خاطر اپنا دن رات ایک کیے ہوئے، ہر وقت ایسی سکیموں اور منصوبوں کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے غریب عوام کے مسائل میں کمی اور اس کے وسائل میں اضافہ ہو۔

اب ذرا تصور کیجیے کہ ہمارے حکمران جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہوں گے تو کیا کہتے ہوں گے؟اگر تو اشتہاری مہموں،اخباری بیانات،ٹی وی مذاکرے ''سب اچھا ہے'' کی رپورٹ کررہے ہیں تو وہ پروردگار کائنات کو یہ کہہ رہے ہوں گے کہ جس طرح عوام ہمارے دعووں پر ایمان لے آتے ہیں اسی طرح اے اللہ تو بھی مان لے کہ ہم نے مہنگائی کم کردی ہے،اپنی جیب سے روپیہ ڈال کر اشیائے صرف کی قیمتوں میں اعتدال پیدا کردیا ہے،اپنے آرام وسکون کو تج کر کے امن وامان کو برقرار رکھا ہوا ہے،ناجائز منافع خوروں کو لگام دے کر اپنی ذمہ داریوں کا کماحقہ احساس کیا ہے،جن سیاستدانوں کے کرتوتوں پر پردہ ڈال کر ان کو اپنے ساتھ ملایا تھا،انھیں ان کے کیے کی سزا دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ہم نے ذاتی دشمنی اور مخالفت سے بالاتر ہو کر سیاست میں غیر جانب داری اور اصول پسندی کو بنیاد بنا کر جمہوریت کی گاڑی کو دوبارہ سے پٹری پر لانے کا اہم ترین فیصلہ کرلیا ہے۔اس لیے اے اللہ! ہماری حکومت کو استحکام بخش! ہم تیری خلقت کے لیے رحمت کا سایہ ہیں،اس لیے اس سایہ عاطفت کو قائم رکھ! ہم امت مسلمہ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردینے کا عزم اور جذبہ رکھتے ہیں اس لیے زمانے میں ہماری ساکھ قائم رکھ! وطن عزیز جس کڑے امتحان سے گزر رہا ہے،اس میں ہمیں سرخرو کر!

ذرا انصاف سے بتایئے کہ اگر پروردگارِ کائنات غافل نہیں،حی وقیوم ہے،بے خبر نہیں علیم وخبیر ہے،ظالم و سفاک نہیں عادلِ مطلق اور رحیم ورحمان ہے تو وہ یہ دعائیں کیسے قبول کرے گا؟ حکمرانوں کو ان کی نمازوں،روزوں، افطاریوں،سخاوتوں،عمروں،اعتکافوں کے باوجود کیا ملے گا؟ان کے لیے اس رمضان کی برکت کیا ہوئی؟

یہ تو حکمرانوں کا حال ہے،اب ذرا عوام الناس کی عبادتوں اور ریاضتوں کا جائزہ لیجیے۔زیادہ تفصیل میں جائے بغیر ایک اہم پہلو ہی پر غور کرلیتے ہیں۔اس مہینے کروڑوں مسلمان نمازِ تراویح میں اور انفرادی طور پر قرآن مجید کی تلاوت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔اگر قرآن کا طوطے کی طرح بغیر سوچے سمجھے پڑھنا اور سننا باعث ثواب بھی مان لیں تو کتنے فیصد لوگوں کو قرآن کی حکمت،ہدایت اور تذکیر حاصل ہوتی ہے یعنی وہ نعمت جو اس کے نزول کا اصل

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

باعث ہے۔ایسے سلیم الفطرت اور کامن سنس رکھنے والے افراد کیا آٹے میں نمک کے برابر نہیں ہیں جنھوں نے قرآن کی چاہے ایک سورہ ہی پڑھی، لیکن اس کا مطلب جانا، اس سے نصیحت حاصل کی، قرآن کی حکمت و دانش کو اپنے قلب وروح کا حصہ بنایا! اس پہلو سے اگر مساجد میں تلاوت کرنے والوں، تراویح سننے والے نمازیوں، حسن قرات کے مقابلوں کی وجد آفرین محفلوں اور شبینوں کی پرشکوہ تقاریب کا جائزہ لیں تو قرآن زبانِ حال سے یہ دہائی دیتا نظر آتا ہے۔

کس بزم میں مجھ کو بار نہیں، کس عرس میں میری دھوم نہیں
میں پھر بھی اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا کوئی مظلوم نہیں!!

رمضان قرآن کے نزول کا مہینہ ہے اور اس مہینے مسلمانوں کی " نظر کرم " قرآن ہی پر رہتی ہے لیکن اس ''نظر کرم'' کی حقیقت کیا اس سے مختلف ہے جس کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہم نے پیش کی ہے؟ سوال یہ ہے، کیا پھر بھی یہ توقع مبنی بر حقیقت ہے کہ قرآن ہماری زندگیوں میں کوئی مثبت تبدیلی لانے کا باعث ہوگا؟

رمضان احتساب نفس کا مہینہ ہے۔ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے سچے دل سے معافی مانگنے کا مہینہ ہے اور سچے دل سے کیا مراد ہے؟ یہ کہ جس گناہ کی معافی مانگی جارہی ہو اس کو نہ کرنے کا ذہن میں پختہ عہد ہو۔اب اگر کوئی زبان سے تو یہ کہہ رہا ہو کہ اے اللہ معاف کر دے اور ہاتھ کم تول رہا ہو، دل کسی کے کینے سے بھرا ہو ، ذاتی کام پر سرکاری وسائل خرچ ہو رہے ہوں، حق دار کا حق مارا جا رہا ہو، ناجائز منافع خوری ہو رہی ہو تو ایسی توبہ بھلا وہ پروردگار کیسے قبول کرے گا جو صرف زبانوں کے الفاظ ہی نہیں دلوں کے حال اور دماغوں کے فتور بھی جانتا ہے؟ معافی مانگنے والے کتنے ایسے ہیں جنھوں نے انتہائی سچائی سے ان لوگوں کی فہرست بنائی، جن کا حق مارا گیا، جن کو نقصان پہنچایا گیا اور پھر یہ ارادہ اور عزم کیا کہ اس کا جہاں تک ممکن ہو ازالہ کیا جائے گا۔ کتنے ایسے ہیں جنھوں نے اپنی شخصیت کا بے لاگ جائزہ لیتے ہوئے اپنی اخلاقی اور وصفی کمزوریوں کی فہرست بنائی اور پھر اپنے آپ سے عہد کیا کہ آج کے بعد وعدہ خلافی نہیں کریں گے، جھوٹ نہیں بولیں گے، غیبت سے باز رہیں گے، بے ہودگی اور فحش کاموں سے اجتناب کریں گے۔ بدتمیزی، دل دکھانے، اشتعال میں آکر حد سے تجاوز کرنے کی عادت کو سچے دل اور مضبوط ارادے ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیا ہم نے ایسی کسی فہرست میں درج کسی خامی اور کسی کوتاہی کو نشان زد کر کے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس خرابی سے تو نجات حاصل ہوئی؟ اور اگر ایسا نہیں تو بتایئے دلوں کے راز جاننے والا، ارادوں کو بھانپ لینے والا علیم الصدور خدا، رحمان ورحیم ہوتے ہوئے بھی ہمارا یہ کہنا کیسے مان لے گا کہ اے اللہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مجھے معاف کر دے، میں توبہ کرتا ہوں! واضح رہے کہ کسی کا حق اگر مارا گیا، کسی کا دل اگر دکھایا گیا تو یہ گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہو گیا جب تک مظلوم کی دادرسی نہ ہو گئی ہو۔ اس ضمن میں بہائے گئے ہزاروں آنسو، پڑھے گئے لاکھوں نفل، رکھے گئے تمام روزے بے کار ہیں!

ہر رمضان میں اللہ کے وعدے کے مطابق شب قدر بھی آتی ہے۔ شب قدر کی فضیلت کا ذہن میں تصور کیجیے اور پھر ہمارے ہاں کی مسجدوں میں "لاؤڈ سپیکر" کلچر کو بھی سامنے رکھیے۔ ہزار مہینے کی عبادت سے بھی افضل اس رات کو جب قدسیوں کے سردار حضرت جبرائل رحمت بن کر ہمارے شہروں میں نزول فرماتے ہوں گے تو مولوی صاحبان جس انداز سے لاؤڈ سپیکروں پر شوروغوغا مچا رہے ہوتے ہیں، کم از کم اس صورت حال میں یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ واقعی ہماری دعاؤں پر آمین کہتے ہوں گے۔ بلکہ خدشہ ہے کہ وہ ہماری بدنصیبی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوں گے کہ عبادت تو اپنے پروردگار کو چپکے چپکے یاد کرنے کا نام ہے۔ اس رات کے شایانِ شان تو یہ ہے کہ تنہائی میں اللہ کے حضور آنسو بہائے جائیں، معافی مانگی جائے، گڑگڑا کر اپنی کوتاہیوں سے پیچھا چھڑانے کی درخواست کی جائے لیکن یہ فرشتے ایک بہت بڑی اکثریت کو تقریبات کی نوعیت کے جلسے جلوسوں میں مست پاتے ہوں گے۔ یقیناً ایسے خوش نصیب بھی ہوں گے جو اس رات کی برکتوں سے حصہ پاتے ہوں گے لیکن ذرا انصاف سے کام لے کر بتائیے کہ یہ خوش بخت کتنے ہوں گے؟

ہمارے ملک میں اس وقت لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی ہے۔ قانون کے مطابق سوائے اذان اور ناگزیر ضرورت کے سپیکر استعمال نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس پر کتنا ایک عمل ہوتا ہے، یہ ہم سب پر واضح ہے۔ یوں قانون شکنی کے گناہ میں ملوث ہونے والے، گھر بیٹھے ہزاروں، لاکھوں افراد کی انفرادی عبادات میں مخل ہو کر، لاتعداد مریضوں، طالب علموں، بچوں کے آرام وسکون اور ذاتی کاموں میں مصروف لوگوں کی مصروفیت میں خلل اندازی کرنے والے کیا فرشتوں کی دعاؤں کے حق دار بنتے ہوں گے یا ان کی بے زاری کا باعث؟

سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے روزہ داروں کی عظیم اکثریت عملی طور محض بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ جانتی ہے ۔روزہ رکھ کر عملِ صالح کرنا، اور گناہوں سے بھی محفوظ رہنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ ان کے فہمِ دین کا کمال یہ ہے کہ نہیں جانتے تلاوت قرآن سے ثواب محض ایک اضافی نعمت ہے۔ یعنی اسے سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے بعد مزید ایک عنایت ہے جو ہمیں ملتی ہے۔ لیکن اگر قرآن کو سمجھا جائے نہ عمل کیا جائے بلکہ اس کی تعلیم سے برعکس کام کیے جائیں تو کیا پھر بھی ہم ثواب کے حق دار ہوں گے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ رمضان آتا ہے، روزے رکھے جاتے ہیں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

،عبادات کی جاتیں ہیں لیکن وہ ہمارے معاشرے کے اجتماعی وجود کا حصہ نہیں بنتیں بلکہ خدشہ ہے کہ یہ ریاضتیں ، یہ عبادتیں، یہ اعتکاف، یہ عمرے اور یہ خیراتیں ہمیں اس احساس تفاخر میں مبتلا کر دیتی ہیں کہ ہم نے بہت اعمالِ صالح کیے اور یوں یہ احساس ہمارے نفس میں موجود انا کی چربی کو اور بڑھا دیتا ہے، نیکیاں کردار کی طاقت اور شخصیت کی حرارت بننے کے بجائے ہمارے احساس تفاخر کے موٹاپے کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس سے ہم مزید سست ہو جاتے ہیں۔ مزید اخلاقی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اپنی پستی اور زوال کو اور گہرا کر دیتے ہیں!

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com